قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 17 فروری 2022ء | 15 رجب 1443 ہجری قمری | 17 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:41

ارشاد باری تعالیٰ

وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ ۚ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ہَدٰىنَا لِہٰذَا ۟ وَمَا کُنَّا لِنَہۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ ہَدٰىنَا اللّٰہُ ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ؕ وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّۃُ اُوۡرِثۡتُمُوۡہَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۴﴾

(الاعراف:44)

ترجمہ: اور ہم ان کے سینوں سے کینے کھینچ نکالیں گے ان کے زیرتصرّف نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پاسکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ یقیناً ہمارے پاس ہمارے ربّ کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اُس کے جو تم عمل کرتے تھے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حَمَّادُون کون ہیں؟

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز پکارا جائے گا کہ حَمَّادُوْن کھڑے ہو جائیں۔ تو ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا اور ان کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہونگے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ حَمَّادُوْن کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد 6 صفحہ 62 صفوۃ الصلوۃ از عبدالرحمان بی علی بن محمد بن ابوالفرج جلد نمبر1 صفحہ ۱۸۳)

فرمان خلیفہ وقت

دعا کا مضمون ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کے بغیر مومن ایک لمحہ کے لئے بھی زندگی گزارنے کا تصور نہیں کرسکتا اور جب مومن کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے تو پھر بے اختیار مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے۔ گزشتہ دنوں جس طرح پوری جماعت کیا بچہ اور کیا بوڑھا، کیا مرد اور کیا عورت، کیا غریب اور کیا امیر، اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے جھکے اور اپنی ذات سے بے خبر ہوئے اس کے حضور اپنا سر رکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے۔ آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے اور کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے لیکن ’گر دل میں ہو خوفِ کردگار‘۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو جب اگلے جہان میں جنت کی بشارت دیتا ہے تو اس کے نظارے صرف بعد میں ہی کروانے کے وعدے نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں بھی اخلاص، وفا اور پیار کے نمونے دکھا کر آئندہ جنتوں کے وعدوں کو مزید تقویت دیتا ہے۔ اس کے نظارے روزانہ ڈاک میں آجکل میں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے۔ ایک بجلی کی رَو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔

الحمد للہ، الحمد للہ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 2003ء بحوالہ الاسلام)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

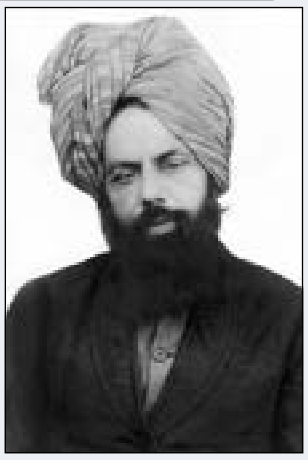

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خالص احسان جو مخلوق میں سے کسی کام کرنے والے کے کسی کام کا صلہ نہ ہو مومنوں کے دلوں کو ثنا، مدح اور حمد کی طرف کھینچتا ہے۔ لہٰذا وہ خلوص قلب اور صحت نیت سے اپنے محسن کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی وہم کے جو شک وشبہ میں ڈالے خدائے رحمان یقیناً قابلِ تعریف بن جاتا ہے، کیونکہ ایسے انعام کرنے والی ہستی جو لوگوں پر بغیر ان کے کسی حق کے طرح طرح کے احسان کرے اُس ہستی کی ہر وہ شخص حمد کرے گا جس پر انعام واکرام کیا جاتا ہے اور یہ بات انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ پھر جب اتمامِ نعمت کے باعث حمد اپنے کمال کو پہنچ جائے تو وہ کاملِ محبت کی جاذب بن جاتی ہے اور ایسا محسن اپنے محبوں کی نظر میں بہت قابلِ تعریف اور محبوب بن جاتا ہے اور یہ صفت رحمانیت کا نتیجہ ہے۔‘‘

(اردو ترجمہ از عبارت اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 104-105)

’’وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی حمد ہوتی ہے۔ اور پھر حمد کرنے والے ہمیشہ اس کی حمد میں لگے رہتے ہیں اور اپنی یاد خدا میں محو رہتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہر وقت اس کی تسبیح وتحمید کرتی رہتی ہے۔ اور جب اس کا کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اتار پھینکتا ہے، اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کی راہوں اور اس کی عبادات میں فنا ہو جاتا ہے، اپنے اُس ربّ کو پہچان لیتا ہے جس نے اپنی عنایات سے اس کی پرورش کی وہ اپنے تمام اوقات میں اس کی حِمد کرتا ہے اور اپنے پورے دل بلکہ اپنے (وجود کے) تمام ذرات سے اس سے محبت کرتا ہے تو اس وقت وہ شخص عالمین میں سے ایک عالم بن جاتا ہے... ایک اور عالَم وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں پر رحم کر کے آخری زمانہ میں مومنوں کے ایک دوسرے گروہ کو پیدا کرے گا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی وَالۡاٰخِرَۃِ میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر دو احمدوں کا ذکر فرما کر ہر دو کو اپنی بے پایاں نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے پہلے احمد تو ہمارے نبی احمد مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ﷺ ہیں اور دوسرا احمد آخر الزمان ہے جس کا نام محسن خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی بھی رکھا گیا ہے۔ یہ نکتہ مَیں نے خدا تعالیٰ کے قول اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سے اخذ کیا ہے۔ پس ہر غور وفکر کرنے والے کو غور کرنا چاہئے۔‘‘

(اردو ترجمہ از عبارت اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 137 تا 139)

اس شمارہ میں

- منتخب منظوم کلام حضرت مرزا سلطان احمدؓ
- اسوہ رسولؐ
- سورۃ الحدید، المجادلہ، الحشر اور الممتحنۃ کا تعارف
- حضرت مولوی عبدالقادرؓ۔ چنگن ضلع لدھیانہ

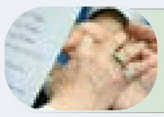

دربارِ خلافت

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا دامن پکڑ لیا اور مجھ کو غرق ہونے سے بچا لیا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑکؓ انجامِ آتھم پڑھ لینے کے بعد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں نے اب کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور نماز بھی پڑھنی شروع کر دی جس کی مجھے اس سے قبل عادت نہ تھی۔ مَیں نے اس اثنا میں ایک رؤیا دیکھی کہ مَیں ایک ایسی جگہ پر ہوں کہ میرے سامنے ایک مینار ہے اور مینار کے ساتھ ایک دروازہ ہے جو پرانے فیشن کا موقع تختوں کا (پرانے فیشن کا تختوں کا دروازہ ہے) کارکڈ (Carked) دروازہ ہے۔ (میرا خیال ہے یہ کاروڈ، Carvedہو گا) اس دروازے کو مَیں کھول کر اندر جانا چاہتا ہوں، مگر وہ کھلتا نہیں۔ مَیں نے زور سے جو اُسے دھکا دیا تو ایسا معلوم ہوا کہ مَیں دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی اندر جا پڑا ہوں مگر گرا نہیں۔ پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ وہاں پر پارک ہی پارک ہیں۔ (بہت بڑے بڑے پارک ہیں) جہاں پر روشیں ہیں، پھولوں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے گزرتے ہوئے میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ گاڑی لاہور جانے کے لئے تیار ہے، مگر میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ (خواب بیان کر رہے ہیں)۔ اس اثناء میں ایک شخص جو سانولے رنگ کا ہے اور مجھے وہ ڈرائیور معلوم ہوتا ہے مجھے کہتا ہے کہ کچھ حرج نہیں اگر تمہارے پاس ٹکٹ نہیں تو ٹرین کی سلاخوں کو پکڑ لو اور لٹک جاؤ مگر دیکھنا سو نہ جانا۔ چنانچہ مَیں نے ان سلاخوں کو پکڑ لیا اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیند سی آ رہی ہے، اُس وقت میں نے سلاخوں کو بھی پکڑا ہوا ہے اور مٹھیوں سے آنکھوں کو بھی ملتا جاتا ہوں تا کہ سو نہ جاؤں۔ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ (خواب میں یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے) کہتے ہیں مَیں نے یہ رؤیا محمد امین صاحب سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اب آپ پر سچائی کھل گئی ہے۔ بیعت کر لیں۔ (وہ احمدی تھے۔) مَیں نے کہا کہ قادیان جا کر بیعت کر لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ایک کارڈ جو انہوں نے اپنی جیب سے نکال کر مجھے دیا۔ (جوابی کارڈ تھا) انہوں نے کہا کہ ابھی اسے لکھ دو۔ چنانچہ مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا اور محمد امین صاحب اُسے پوسٹ کرنے کے لئے گئے۔ یہ 1907ء کا واقعہ ہے۔ اس کے دو یا تین دن بعد مجھے جواب ملا کہ بیعت حضرت اقدس نے منظور فرما لی ہے اور لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور ساتھ یہ لکھا ہوا تھا کہ نماز بالالتزام پڑھا کرو اور درود شریف بھی پڑھا کرو۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 214 تا 215۔ از روایات حضرت ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑکؓ)

مکرم میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ والد صاحب سے احمدیت سے پہلے بھی الہامات کا سلسلہ جاری تھا اور قبولِ احمدیت کے بعد یہ سلسلہ بہت ترقی کر گیا۔ احمدیت کی بدولت آپ کو رؤیت باری تعالیٰ بھی ہوئی۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کافی دفعہ ہوئی۔ حضرت عمرؓ اور دوسرے بزرگوں کی زیارت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی۔ پھر یہ اپنے والد صاحب کے بارے میں ہی لکھتے ہیں کہ ایک دن مسجد محلہ دار الرحمت میں کسی بات میں چند دوستوں کو رؤیا سنائی جن میں سے ایک دوست تو جناب ماسٹر اللہ دتہ صاحب مرحوم گجراتی تھے۔ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک صحابی تھا، اُس کو روزانہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی تھی۔ وہ صبح کو وہ کشف حضرت کے حضور پیش کرتے، (یعنی روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ کشف یا رؤیا جو تھے وہ پیش کرتے تھے) اور حضور اُس پر اپنی قلم سے درست ہے یا ٹھیک ہے، لکھ دیتے تھے۔ والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ غلط باتیں ہیں۔ (یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ روز روز حضوری ہو رہی ہے اور روز ہی دیدار ہو رہا ہے۔ تو کہتے ہیں) قریب تھا کہ یہ وسوسہ زیادہ شدید ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا دامن پکڑ لیا اور مجھ کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ (وہ کس طرح بچایا؟) کہتے ہیں رات کو مَیں بھی خواب میں اپنے آپ کو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہاں پر تشریف فرما ہیں۔ حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ حضور! مکہ کی نسبت تو یہ آیا ہے کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ کہ اس میں جو داخل ہو گیا امن میں ہو گیا۔ پھر یہ مکّہ جناب کے لئے تو جائے امن نہ بنا۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو امن کی جگہ نہیں بنا۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جا کر پناہ لینی پڑی۔ (یہ خواب اپنی بیان کر رہے ہیں) کہتے ہیں اس کے جواب میں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی تو ہے کہ مکّہ کو کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ مَیں نے اس کو فتح بھی تو کر لیا۔ کیونکہ یہ میرے نکالے جانے کی وجہ سے میرے لئے حلّ ہو گیا کہ مَیں اس کو فتح کروں۔ اور بھی کچھ خواب کا حصہ بیان کیا۔ لیکن

بقیہ صفحہ 5 پر

منتخب منظوم کلام حضرت مرزا سلطان احمدؓ

قدرِ وقت

وقت ہر شے سے محترم ہے یہاں
وقت ہر شے سے مغتنم ہے یہاں
وقت تقدیر، وقت ہے اکسیر
وقت تدبیر، وقت ہے تسخیر!
ہنس کے جو اپنا وقت کھوئے گا
وقت بے وقت آپ روئے گا
وقت جا کر نہیں پھر آنے کا
تجربہ خوب ہے زمانے کا
اپنے اوقات کے رہو پابند
ہے زمانہ کی سود مند یہ پند

***

تاثیرِ عشق

مرا دل اسیر بلا ہو گیا
الٰہی! یہ الفت میں کیا ہو گیا
بلا کی کشش ہے تری آنکھ میں
پڑی جس پہ، دل سے ترا ہو گیا
کیا یہ طبیبوں نے کیسا علاج
مرا عارضہ تو سوا ہو گیا
محبت میں مجھ کو ملا یہ صلہ
کہ دشمن زمانہ مرا ہو گیا
عجب طرح کی ہے یہ دیوانگی
دلا! کچھ تو کہہ تجھ کیا ہو گیا

انتخاب میرا انجم پرویز

اداریہ

اسوہ رسولؐ

فخرموجودات، شافع روز محشر سرور کونین محمد مصطفی ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے اس کا ہر ایک پہلو بے مثال اور ہر دور بے نظیر ہے۔حضور ﷺ کی زندگی سے غریب بھی، امیر بھی، چھوٹا بھی، بڑا بھی، حاکم بھی، محکوم بھی، دوست بھی، دشمن بھی، تاجر بھی، مزدور بھی، مفتی بھی، سپہ سالار بھی اور سپاہی بھی،غرض ہر ایک یہ سبق حاصل کرسکتا ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے یہ سب کام کئے اور تمام منزلوں سے گزرے۔

ایک یتیم بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی محنت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا کامیاب تاجر بنا۔ اپنی دیانت داری سے ’’الامین‘‘ اور سچائی سے ’’الصادق‘‘ کہلایا۔ جب اسلامی سلطنت پھیلی تو حضور ﷺ کے پاس بہت دولت آنے لگی آپ ﷺ نے ہمیشہ اسے عوام کی امانت سمجھا اور فوراً لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خود فاقے کئے۔آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں گھٹے پڑجاتے ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ جنگی اسیروں سے ہمیں ایک خادمہ عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان حالات میں جب کہ اہل صفہ پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں اور ان کے پیٹ بھوک سے دوہرے ہو گئے ہیں۔ میں تمہیں کیسے دے سکتا ہوں اور ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ رات کو بستر پر جاتے ہوئے 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہارا کفیل ہو جائے گا۔

آپ ﷺ نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہ بولا۔ اور بعض لوگ ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا برا نہیں سمجھتے۔لیکن آپ ﷺ کو ایسے جھوٹ سے بھی نفرت تھی۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

’’جو شخص ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولے اس کے لیے ہلاکت ہے، ہلاکت ہے، ہلاکت ہے‘‘

اللہ کا ایک بندہ عزت سے اٹھا اور چند دنوں میں حاکم بن گیا۔ دنیا کی دولت اس کے قدموں میں آ گئی مگر وہی سادگی، وہی فقیری، وہی پھٹے پرانے کپڑے، وہی چھوٹا موٹا کھانا، فخر نہ غرور۔حضور ﷺ کی سادگی کا اس واقعہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پے لیٹے اٹھے تو چٹائی کے نشان بدن مبارک پر نظر آنے لگے ایک صحابی نے عرض کیا۔آپ ﷺ ہمیں حکم کیوں نہیں دیتے کہ چٹائی پر کچھ بچھا دیا کریں۔ فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میرا تعلق دنیا سے اس طرح ہے کہ جیسے کوئی مسافر کسی درخت کے سائے میں آرام لے اور پھر اسے چھوڑ کر چل دے‘‘

ثابت قدمی اور استقلال کا یہ عالم ہے کہ ہزار مخالفتیں ہوئیں۔ دشمن نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔طرح طرح سے ستایا۔ گھر سے بے گھر کر دیا مگر حوصلہ پست نہ ہوا۔ صحیح راستہ سے اِدھر اُدھر نہ ہوئے نہ کوئی لالچ اثر کرسکا نہ کوئی دھمکی متاثر کرسکی۔ جب مشرکین کا وفد حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس حاضر ہوا اور دوٹوک الفاظ میں کہا کہ آپ اپنے بھتیجے سے کہہ دیں کہ ہمارے بتوں کے خلاف کچھ نہ کہیں ورنہ ہمارے اور آپ کے درمیان خون ریزی ہو گی۔ جب حضور ﷺ گھر تشریف لائے۔اور چچا نے حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا۔آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں حق کی تبلیغ سے نہ ہٹوں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ دین کو غالب کر دے یا میری جان چلی جائے۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہادری کا جوہر عطا فرمایا تھا بعثت کے بعد دشمن آپ ﷺ پر بہت زیادتیاں کرتے تھے آپ ﷺ نے تبلیغ اسلام کی خاطر ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا۔ کفار آپ ﷺ کو حلیم دیکھ کر اور بھی جری ہوتے تھے ورنہ وہ آپ ﷺ کی شجاعت سے بے خبر نہ تھے۔ حنین کی جنگ چھڑی تو اسلامی فوج ابتداء میں بھاگ نکلی حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے سوائے چند جاں نثاروں کے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمت نہ ہاری خچر کو دشمن کے رخ بڑھانا شروع کیا۔ اتنے میں چند اور جاں نثار آ پہنچے آپ ﷺ سواری کو بدستور دشمن کی طرف بڑھاتے گئے آپ ﷺ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ کہ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔

حضور ﷺ نہایت بلند اور پختہ اخلاق کے مالک تھے آپ ﷺ کی اخلاقی شان میں کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی کمی یا نقص پیدا نہیں ہوا۔ تمام عمر آپ ﷺ کو کسی گناہ کا خیال تک نہ آیا۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ خیانت نہ کی، کوئی وعدہ نہیں توڑا، کسی پر زیادتی نہیں، کسی کا حق نہیں دبایا، کسی کا دل نہیں دکھایا۔ جب بھی موقع ملا آپ ﷺ نے دشمن دوست سب سے بھلائی کی۔ اگر کسی نے برا سلوک کیا تو اس کا بدلہ ہمیشہ بھلائی سے دیا۔ آنحضرت ﷺ کی اخلاقی پختگی ایک بے نظیر معجزہ تھی۔ اس کے آگے دین کے بڑے بڑے دشمن بھی دم بخود رہتے تھے وہ دین اسلام کے اصولوں کے خلاف تو ناحق زبان کھولتے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ کے اخلاق کے خلاف وہ کوئی جھوٹی بات کہنے کی بھی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ کثیر تعداد آنحضرت ﷺ کی آپ کے اخلاق دیکھ کر متاثر ہوئی حضور ﷺ نے عبادات کا جو معمول بنا لیا تھا اس کی آخر تک پابندی فرمائی۔ آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ کوئی آدمی کسی نیک معمول کی ابتداء کرے اور پھر اسے چھوڑ دے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس پر آدمی پختگی سے قائم رہے خواہ یہ کوئی بڑا عمل نہ ہو۔

محبت کا یہ عالم ہے کہ ہر بچہ آپ ﷺ کا شیدائی ہے ہر بڑا آپ کا جاں نثار ہے اپنے پرائے آپ ﷺ پر جان چھڑکتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہر کسی کو اپنا سمجھتے ہیں ہر کمزور کو آپ ﷺ کی مدد حاصل ہے۔ ہر غریب آپ ﷺ کی حمایت میں ہے حضور ﷺ کی شخصیت اس قدر دل آویز تھی کہ جس آدمی کو آپ ﷺ سے ملاقات کا موقع ملتا آپ ﷺ کے سلوک کا مداح خواں ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ نہ امیروں سے حسد نہ غریبوں سے تکبر کرتے تھے۔ سب کے ساتھ مساوات اور ہمدردی کے ساتھ پیش آتے۔ حضور ﷺ کے مزاج اقدس میں نہایت نرمی اور شیرینی تھی۔ اگرچہ عموماً سنجیدگی کو ترجیح دیتے تھے لیکن یہ سنجیدگی خشک مزاجی کی حد تک نہ تھی کبھی کبھار نہایت لطیف اور خوشگوار مزاح فرماتے تھے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے لیے جنت کی دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی وہ روتی ہوئی واپس لوٹی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنت میں جانے سے پہلے جوان ہو جاؤ گی۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے سواری کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا اس نے کہا میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا اونٹنیوں کے بچے اونٹ نہیں ہوتے۔

حسن سلوک کا یہ حال ہے کہ جس نے کبھی کوئی نیکی کی تھی ہمیشہ اسے یاد رکھا اجرت پر جن کا دودھ پیا تھا ان کو بھی ماں سمجھا۔ اپنوں کا ذکر کیا دشمن بھی حسن سلوک سے فائدہ اٹھاتے رہے اگر جانی دشمن آ گیا تو اس کو بھی معاف کر دیا۔ بدر کی جنگ میں کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے چند روز بعد مکہ کے ایک مشرک رئیس صفوان نامی نے ایک شخص عمیر بن وھب سے کہا کہ تم مدنیہ جاؤ اور چپکے سے حضور ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرو۔ میں تمہارا قرض اتار دوں گا اور تمہارے بال بچوں کا خرچ اٹھاؤں گا عمیر نے تلوار زہر میں بجھائی اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا وہاں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ عمیر سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے جواب دیا قیدی چھڑانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ تلوار کس لئے لائے ہو۔ عمیر نے کہا تلوار نے پہلے ہمارا کون سا کام کیا ہو جو اب کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا سچ کہتے ہو؟ بولا ہاں سچ کہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا صفوان نے تیرے قرض اور تیرے بال بچوں کے خرچ کا ذمہ اٹھا کر میرے قتل کے لیے نہیں بھیجا عمیر نے تسلیم کیا اور کہا کہ اس کا علم میرے اور صفوان کے سوا کسی کو نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک نہیں تھا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اسلام لاتا ہوں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

تدبیر کا یہ عالم ہے کہ ہر کٹھن منزل میں کامیاب ہیں ہر مشکل امر کا حل موجود ہے۔ ہر الجھن کا جواب تیار ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہے اور نبوت کا نور راستہ روشن کر رہا ہے

حضور ﷺ نے دنیا کے تمام ضروری کاروبار کئے شادیاں کیں، اولاد ہوئی، بیٹیاں بیاہیں، غربت دیکھی، تجارت کی، دیس پردیس میں رہے، مخالفتوں کا مقابلہ کیا، جنگیں لڑیں۔ صلح کی حکومت کی مگر ہر حال میں خدا کو یاد رکھتے۔ دن کو روزے رکھتے، نمازیں پڑھتے اور راتیں یاد خدا میں جاگ کر کاٹ دیتے۔

حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ ہماری کامیابی کی ضمانت ہے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(ابو سعید)

عائشہ چودہری۔جرمنی

سورہ الحدید، المجادلہ، الحشر اور الممتحنہ کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الحدید

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں۔

اس کا آغاز اس اعلان کے ساتھ ہوتا ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب اللہ ہی کی تسبیح کر رہے ہیں اور اوّل بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی اور ظاہر بھی وہی اور باطن بھی وہی۔یعنی اس کے جلوے ظاہر و باہر ہیں مگر جو آنکھ ان کو نہ دیکھ سکے اس کے لئے وہ ہمیشہ باطن ہی رہیں گے۔

اس سورت میں ایک آیت میں حیاتِ دنیا کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ یہ تو محض کھیل کود اور لہو لعب ہے۔ یہ کوئی باقی رہنے والی چیز نہیں۔ جب انسان اپنی موت کے قریب پہنچے گا تو لازماً تسلیم کرے گا کہ وہ تو چند دن کے عیش تھے۔

پھر اسی سورت میں یہ عظیم الشان آیت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے یہ بات روشن فرمادی تھی کہ جنت اور جہنم کا ظاہری تصور درست نہیں۔ چنانچہ آیت کریمہ نمبر 22 میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی اس جنت کی طرف پیش قدمی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو جس جنت کی وسعت زمین و آسمان پر محیط ہے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ایک صحابیؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ! اگر جنت ساری کائنات پر پھیلی ہوئی ہے تو جہنم کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی وہیں ہو گی۔یعنی اسی کائنات کی وسعتوں میں موجود ہو گی جس میں جنت ہے لیکن تمہیں اس بات کا شعور نہیں ہے کہ یہ کیسے ہو گا۔ ایک ہی جگہ جنت اور جہنم بس رہے ہیں اور ایک کا دوسرے سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اس سے واضح طور ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمانہ میں ایک Relativity کا تصور عطا فرمایا گیا تھا یعنی ایک ہی جگہ میں ہوتے ہوئے Dimension بدل جانے سے دو چیزوں کا آپس میں کوئی تعلق قائم نہیں رہتا۔

سورۃ الحدید کی مرکزی آیت وہ ہے جس میں اعلان فرمایا گیا کہ ہم نے لوہے کو نازل فرمایا۔ لفظ نزول کا جو ترجمہ عامۃ الناس کرتے ہیں اس کی رو سے لوہا گویا آسمان سے برسا ہے حالانکہ وہ زمین کی گہرائیوں سے کھود کر نکالا جاتا ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے لفظِ نزول کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ چیز جو اپنی جنس میں سب سے زیادہ فائدہ مند ہے اس کے لئے قرآن کریم میں لفظِ نزول استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اسی پہلو سے مویشیوں کے متعلق بھی نزول کا لفظ آیا ہے۔ لباس کے متعلق بھی نزول کا لفظ آیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا

قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا رَّسُوۡلًا (الطلاق:11-12) کہ یقیناً اللہ نے تمہاری طرف مجسم ذکرِ الٰہی رسول نازل کیا ہے۔ اور تمام علماء متفق ہیں کہ ظاہری بدن کے ساتھ آپؐ آسمان سے نہیں اترے۔ پس سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ تمام رسولوں سے بنی نوع انسان کو سب سے زیادہ فیضان پہنچانے والا رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

پھر اسی سورت میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متعلق یہ ذکر ہے کہ ان کا نور اُن کے آگے بھی چلتا تھا اور اُن کے دائیں بھی گویا وہ اپنے نور سے اپنی راہ دیکھ رہے ہوتے تھے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 993-994)

سورۃ المجادلہ

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی تئیس آیات ہیں۔

سورۃ المجادلہ میں مرکزی مضمون یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ عربوں کا یہ رواج بے معنی ہے کہ ناراضگی میں بیویوں کو ماں کہہ کر اپنے اوپر حرام کر لیا کرتے تھے۔ ماں تو وہی ہوتی ہے جس نے جنم دیا ہو۔ پھر فرمایا کہ ان لغو باتوں کا کفارہ ادا کرو اور ان لغویات سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی بیویوں کی طرف رجوع کرو۔

سورۃ الحدید میں حدید کا ذکر ہے اور کاٹنے اور چیرنے پھاڑنے کے لئے حدید ہی کو استعمال کیا جاتا ہے مگر یہ اس کا جسمانی استعمال ہے لیکن سورۃ المجادلہ میں جو بار بار یُحَآدُّوۡنَ اور حَآدَّ بیان فرمایا گیا ہے اس سے مراد روحانی طور پر ایک دوسرے کو پھاڑنا ہے اور مسلسل یہ ذکر ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی زخم پہنچاتے ہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس غرض سے چھپ کر مشورے کرتے ہیں، وہ تمام اپنے آپ کو ہلاک کرنے والی باتیں کرتے ہیں۔فرمایا: جو بھی اللہ اور اس کے رسول کو اپنے طعنوں سے چِرکے لگاتے ہیں وہ نامراد ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر فرض کرلیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ضرور غالب آئیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1002)

سورۃ الحشر

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی پچیس آیات ہیں۔

اس سورت کے آغاز میں بھی ایک حشر کا ذکر ہے اور اس کے آخر پر بھی ایک عظیم حشر کا ذکر ہے۔ پہلا حشر وہ ہے جسے اوّل الحشر قرار دیا گیا اور اس میں یہود کو جو سزائیں دی گئیں اُن سے گویا اُن کے لئے پہلا حشر قائم ہوگیا اور ہر ایک کو اس کے گناہوں کے مناسب حال سزا دی گئی۔بعض کے لئے جلا وطنی مقدر ہوئی۔بعض کے لئے خود اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو برباد کرنے کی سزا مقدر ہوئی اور بعضوں کے لئے قتل مقدر کیا گیا۔ پس یہ پہلا حشر ہے جس میں سزاؤں کا تذکرہ ہے۔ اور اس سورت کے آخر پر جس حشر کا ذکر ہے اس میں یہ بیان فرمایا کہ سزائیں اُن کو ملتی ہیں جو اللہ کی یاد بھلا دیتے ہیں اور پھر اپنے نفس کے سیاہ و سفید کو بھی بھول جاتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ وہ بھی ہیں جو ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتے ہیں اور نظر رکھتے ہیں کہ وہ اپنے کیسے اعمال آگے بھیج رہے ہیں ان کو عظیم الشان جزا عطا فرمائی جائے گی۔

تسبیح کا جو مضمون پہلی سورتوں اور اس سورت کے آغاز میں گزرا ہے، اب اس سورت کے آخر پر اسی مضمون کا معراج ہے اور وہ آیات جو ’’ھُوَاللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ‘‘ سے شروع ہوتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے بعض عظیم المرتبت اَسماءِ حُسنٰی بیان فرمائے گئے ہیں اور لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی کہہ کر یہ بیان فرمایا دیا گیا کہ صرف انہی مذکورہ اَسماء پر اکتفا نہیں بلکہ تمام اسماءِ حسنیٰ اُسی کے ہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1009)

سورۃ الممتحنہ

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی چودہ آیات ہیں۔

اس سے پہلی سورت میں یہود کے حشر کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس سورت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ کی دشمنی کرتے ہیں ان کو ہر گز دوست نہ بناؤ کیونکہ وہ اگر بظاہر دوست بھی بنتے ہوں تو ان کے سینہ میں بغض بھرا ہوا ہے اور وہ ہر وقت تمہیں ہلاک کرنے کے منصوبے باندھتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اُسوہ کا ذکر ہے کہ ان کی تمام تر دوستیاں اللہ ہی کی خاطر تھیں اور تمام دشمنیاں بھی اللہ ہی کی خاطر تھیں۔ اس لئے تمہارے قریبی اعزّہ، ماں باپ اور بچے تمہارے کسی کام نہیں آسکیں گے۔تمہیں بہر حال اپنے تعلقات اللہ ہی کی خاطر استوار کرنے ہوں گے اور اللہ ہی کی خاطر قطع کرنے ہوں گے۔لیکن ساتھ ہی مومنوں کو یہ تاکید فرمادی کہ تمہارے جو دشمن ایذا رسانی میں پہل نہیں کرتے، تمہیں ہر گز حق نہیں پہنچتا کہ ان کی ایذا رسانی میں تم پہل کرو۔ اعلیٰ درجہ کے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جب تک وہ تم سے دوستی نبھاتے رہیں تم بھی ان سے دوستی نبھاؤ۔

چونکہ یہ سورت اس دَور کا ذکر کر رہی ہے جبکہ مسلمانوں کو یہود کے علاوہ دیگر مشرکین سے بھی اپنے دفاع میں قِتال کی اجازت دیدی گئی تھی اس لئے قتِال کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بہت سے مسائل کا ذکر بھی فرمادیا گیا کہ اس صورت میں صحیح طریقہ کار کیا ہو گا۔مثلاً کفار کی بعض بیویاں اگر ایمان لاکر ہجرت کر جائیں تو ان کے ایمان کا پوری طرح امتحان لے لیا کرو اور اگر وہ واقعتہً اپنی مرضی سے ایمان لائی ہیں تو پھر پہلا فرض یہ ہے کہ ان کو ہر گز کفار کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں رہے۔ البتہ ان کے ولیوں کو وہ خرچ ادا کرو جو وہ ان پر کر چکے ہیں۔

اس کے بعد آخر پر اس عہد بیعت کا ذکر فرمایا ہے جو اُن تمام مومن عورتوں سے بھی لینا چاہئے جو کفار سے بھاگ کر ہجرت کر کے آئی ہیں اور اس کے علاوہ دیگر تمام مومن عورتوں سے بھی جب وہ بیعت کرنا چاہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1017)

غلام مصباح بلوچ۔استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مولوی عبدالقادرؓ ۔ چنگن ضلع لدھیانہ

حضرت مولوی عبدالقادر رضی اللہ عنہ ولد مامون خان صاحب اصل میں موضع چنگن (Changan) ڈاکخانہ ہمبڑاں تحصیل وضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور لدھیانہ کے ملحقہ گاؤں جمال پور (اب یہ گاؤں لدھیانہ شہر کے اندر آ گیا ہے) میں مدرس تھے۔ 24/مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں بیعت کی توفیق پائی، آپ کا نام رجسٹر بیعت اولیٰ میں 67 ویں نمبر پر درج ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 346)

آپ حضرت اقدس علیہ السلام سے بہت محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ''ازالہ اوہام'' کتاب میں آپ کا ذکر یوں فرمایا ہے:

''حبّی فی اللہ مولوی عبدالقادر جماپوری۔مولوی عبدالقادر جوان، صالح، متقی، مستقیم الاحوال ہے۔ اس ابتلا کے وقت جو علماء میں بباعث نافہمی اور غلبہ سوء ظن ایک طوفان کی طرح اُٹھا، مولوی عبدالقادر صاحب کی بہت استقامت ظاہر ہوئی اور اوّل المومنین میں وہ داخل رہے بلکہ دعوت حق کرتے رہے۔ ان کا گذارہ ایک تھوڑی سی تنخواہ پر ہے تاہم اس سلسلہ کی امداد کے لئے .... پائی وہ ماہواری دیتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 538)

آپ کو جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ 1891ء میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا، آپ کا نام شاملین جلسہ کی فہرست مندرجہ کتاب ''آسمانی فیصلہ'' میں موجود ہے۔

(روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 337)

اسی طرح جلسہ سالانہ 1892ء میں بھی شمولیت کا موقع پایا۔ آپ کا نام حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے 313 کبار صحابہ میں 130 نمبر پر شامل فرمایا ہے۔

حضرت میاں کریم بخش رضی اللہ عنہ آف جمال پور نے جب میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی بیان فرمائی تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کا ذکر اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں فرمایا۔ ساتھ ہی حضور علیہ السلام نے حضرت میاں کریم بخش صاحبؓ کی راست گوئی کے متعلق آپ کو خط لکھا کہ اہل علاقہ سے اُن کے متعلق گواہی لے لی جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے مورخہ 9/جون 1891ء کو آپ کے نام مکتوب تحریر فرمایا:

مشفقی اخویم مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس وقت مخلصی میاں عبداللہ صاحب اس غرض سے آپ کے پاس آتے ہیں کہ مَیں نے میاں گلاب شاہ صاحب کی وہ تمام پیشگوئی کتاب ازالۂ اوہام میں درج کر لی ہے مگر ایک کسر اس میں باقی ہے اور وہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہے سو دو سو آدمی کی تصدیق سے میاں کریم بخش کی راست بازی اور صادق القول ہونے کی گواہی لی جائے، جس قدر ایسے آدمی ہوں اُسی قدر بہتر ہوسکیں گے۔۔اور نیز اگر گاؤں میں اور آدمی میاں گلاب شاہ کے دیکھنے والے باقی ہوں اُن سے اِن کی نسبت بطور گواہی کچھ زیادہ دریافت کیا جائے۔ براہ مہربانی پوری پوری کوشش کر کے اس کام کو انجام دلا دیں، یہ نہایت ضروری ہے۔ فقط خاکسار غلام احمد از لودھانہ

(الفضل 13دسمبر 1942ء صفحہ 3)

چنانچہ آپ نے اہل علاقہ کی یہ گواہیاں تحریر کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بھجوائیں جنہیں کتاب ازالہ اوہام میں شامل کیا گیا ہے۔

لدھیانہ کے صحابہ میں حضرت مولوی عبدالقادرؓ نامی ایک اور صحابی کا نام بھی ملتا ہے اور وہ بھی 313 صحابہ میں شامل ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات پہچاننے میں مشکل پیش آتی ہے۔ 313 صحابہ کی فہرست میں 130 نمبر پر آپ کا اور 131 نمبر پر دوسرے صحابی حضرت مولوی عبدالقادر لدھیانوی رضی اللہ عنہ (وفات: 31/دسمبر 1920ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) کا ذکر ہے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مولوی عبدالقادرؓ جن کا ذکر آئینہ کمالات اسلام کے نمبر 61، 65، انجام آتھم کے نمبر 130 پر ہے ایک ہی شخص ہے، نمبر 65 ان کے گاؤں کا پتہ ہے۔ بڑے مخلص آدمی تھے، گلاب شاہ کی شہادت کے ذکر میں ان کی شہادت ازالہ اوہام میں ہے اور حضرتؑ نے ازالہ اوہام (میں) بعض مخلص احباب کے ذکر میں جو دوسرے حصہ کے آخر میں ہے نمبر 29 پر ان کا ذکر کیا ہے۔''

(اصحاب احمد جلد دوم مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے صفحہ 34 نیو ایڈیشن)

حضرت مولوی عبدالقادر رضی اللہ عنہ بفضلہٖ تعالیٰ 1/3 حصہ کے موصی تھے، آپ کا وصیت نمبر 527 تھا۔ آپ نے 26/اپریل 1932ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے گاؤں چنگن میں ہی دفن ہوئے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ (فہرست وفات یافتہ موصیان۔ و الفضل 14جون 1932ء صفحہ 2 کالم 3) آپ کی اہلیہ حضرت حشمت بی بی صاحبہ (وصیت نمبر 1238) نے مورخہ 26/اکتوبر 1947ء کو وفات پائی اور فیصل آباد میں دفن ہوئیں، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ (فہرست وفات یافتہ موصیان)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کہتے ہیں کہ مَیں کم علمی کی وجہ سے پورے طور پر اُس کو یاد نہیں رکھ سکا، بھول گیا ہوں۔ پھر کہتے ہیں اُس کے بعد والد صاحب نے کہا کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے بعد تہجد کا وقت تھا۔ تہجد ادا کی اور مسجد میں چلا گیا۔ صبح کو وہی دوست پھر تشریف لائے اور انہوں نے رات کی سرگذشت کاپی پر لکھی ہوئی حضور کے سامنے رکھ دی۔حضور نے پھر اس پر اپنی قلم سے تصدیق فرمادی۔ مَیں نے وہ پڑھا تو وہی خواب جو کہ مَیں عرض کر چکا ہوں یعنی وہی سوال اور وہی جواب ہے جو مَیں نے عرض کیا ہے۔ (یعنی ان کو بھی جو خواب آئی تھی، وہی اُس دوست نے بھی سنائی۔) اس طرح کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے اُس وقت میری دستگیری فرمائی اور مجھے ہلاکت سے بچالیا کہ یہ خوابیں جو بیان کرتے ہیں وہ سچی خوابیں ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیرمطبوعہ۔ جلدنمبر 12 صفحہ 272 تا 274۔ از روایات حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ)

اس طرح حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ (1892ء کی ان کی بیعت ہے) بیان کرتے ہیں کہ بندہ کو امرتسر جناب قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم کے پاس آنے سے احمدیت کا علم ہوا۔ بندہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کے ایام میں بہت دعا استخارہ کی اور دعا میں یہ درخواست تھی کہ مولیٰ کریم! مجھے اطلاع فرما کہ جس حالت میں اب ہوں یہ درست ہے یا جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے وہ درست ہے؟ اس پر مجھے دکھلایا گیا کہ مَیں نماز پڑھ رہا ہوں لیکن رُخ قبلہ کی طرف نہیں ہے اور سورج کی روشنی بوجہ کسوف کے بہت کم ہے۔جس سے تفہیم ہوئی کہ تمہاری موجودہ حالت کا نقشہ ہے۔ دوسرے روز نماز عشاء کے بعد پھر رو رو کر بہت دعا کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ اصل دعا کا وقت جوف اللّیل کے بعد کا ہوتا ہے۔ (یعنی آدھی رات کے بعد کا ہوتا ہے۔) جس طرح بچے کے رونے پر والدہ کے پستان میں دودھ آ جاتا ہے، اسی طرح پچھلی رات گریہ وزاری خدا کے حضور کرنے سے خدا کا رحم قریب آ جاتا ہے۔ اس کے بعد بندے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کر لی۔ کہتے ہیں اُس کے بعد حضور کی پاک صحبت کی برکت سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک روز نماز تہجد کے بعد خاکسار سجدہ میں دعائیں کر رہا تھا کہ غنودگی کی حالت ہو گی جو ایک کشفی رنگ تھا، ایک پاکیزہ شکل فرشتہ میرے پاس آیا جس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سفید کوزہ پانی کا بھرا ہوا تھا اور ایک ہاتھ میں ایک خوبصورت چُھری تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ تمہاری اندرونی صفائی کے لئے میں آیا ہوں۔ اس پر مَیں نے کہا بہت اچھا۔ آپ جس طرح چاہیں صفائی کریں۔ چنانچہ اُس نے پہلے چھری سے میرے سینے کو چاک کیا اور اس کوزہ کے مصفّٰی پانی سے خوب صاف کیا لیکن مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے صبح کی نماز ادا کرنی ہے اور یہ تمام بدن چرا ہوا ہے۔ نماز کس طرح ادا کر سکوں گا۔ اس لئے ہاتھ پاؤں کو ہلانا شروع کیا تو کوئی تکلیف نہ معلوم ہوئی اور حالتِ بیداری پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیرمطبوعہ۔ جلدنمبر 12 صفحہ 322 تا 323۔ از روایات حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 11/ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 35

ضمیر موصولہ

گزشتہ سبق سے ہم ضمیر موصولہ پر بات کر رہے ہیں۔ سادہ الفاظ میں ضمیر موصولہ ایک ضمیر ہوتی ہے اور یہ فقرات کو آپس میں جوڑتی بھی ہے۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کے جب فقرے کا ایک حصہ دوسرے حصے کی وضاحت میں آتا ہے تو ضمیر موصولہ بتاتی ہے کہ کون سا حصہ کس حصے کی وضاحت کر رہا ہے۔ جیسے وہ کتاب جو کل خریدی تھی گم ہوگئی۔ اس جملے کے اندر دو جملے ہیں۔ 1۔ وہ کتاب گم گئی۔ 2۔ جو کل خریدی تھی۔ اور یہاں (جو) ضمیر موصولہ ہے جبکہ گرامر کی زبان میں (کل خریدی تھی) صلہٗ ضمیر ہے۔ یعنی وہ حصہ جسے ضمیر (جو) جملے کے پہلے حصے سے جوڑ بھی رہی ہے اور اس کی وضاحت بھی کر رہی ہے۔ تو یہ سادہ الفاظ میں ایک وضاحت تھی۔

جو جب جملے میں فاعل بن کے آتا ہے تو چاہے فاعل واحد ہو یا جمع دونوں کے لئے جو ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے

جو لڑکا محنت کرتا ہے کامیاب ہوجاتا ہے۔

جو لڑکے محنت کرتے ہیں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

جب فاعل کے بعد نے آئے تو اگر فاعل واحد ہو تو جو بدل کر جس نے ہوجاتا ہے جیسے: جس نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اس نے اجر پایا۔ اور اگر فاعل جمع ہو تو جو بدل کر جنھوں نے بن جاتا ہے۔ جیسے جنھوں نے خدا تعالیٰ کو یاد رکھا خدا تعالیٰ نے انھیں یاد رکھا۔

کبھی کبھی جو کے جواب میں آنے والے فقرے میں سو آتا ہے جیسے جو ہوا سو ہوا۔ جو ہو سو ہو۔ جو بوئے گا سو کاٹے گا۔ جو چڑھے گا سو گرے گا۔

جون بھی ہندی ضمیر موصولہ ہے مگر یہ جب اردو میں آتا ہے تو سا کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ان میں سے جونسا پھل چاہو لے لو۔

کہ بھی ایک ضمیر موصولہ کے طور پہ استعمال ہوتا ہے جیسے۔ میں کہ آشوب جہاں (آفتِ زمانہ) سے تھا ستم دیدہ (ستایا ہوا) بہت۔ ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد۔

جو اور جن جب دو بار آئیں تو اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے جتنی اشیاء ہیں یا ان میں سے آپ جتنی بھی چاہیں لے لیں یا پسند کر لیں یا منتخب کر لیں مثلاً ان کتابوں میں سے جو جو تمھیں پسند ہو لے لو۔ میں جن جن کے پاس گیا انھوں نے یہی جواب دیا۔

ضمیر استفہامیہ

استفہام عربی لفظ ہے اور اس کا معنی ہے سوال پوچھنا۔ گرامر میں ایسا فقرہ جس میں سوال پوچھا جائے استفہامیہ فقرہ کہلاتا ہے۔ پس ایسی ضمیر جو سوال پوچھنے کے لئے استعمال ہوں استفہامیہ کہلاتی ہیں اور یہ دو ہیں۔ کون اور کیا۔

کون اکثر جانداروں کے لئے آتا ہے اور کیا بے جان اشیاء کے لئے۔ جیسے کون کہتا ہے، کیا چاہیئے۔

کون کی مختلف حالتیں:

حالت فاعلی (Subjective Case)، واحد (Singular):

''کون'' اور ''جب'' ''نے'' کے ساتھ ہو تو کس نے کسی ضمیر کی فاعلی حالت وہ حالت ہوتی ہے جب وہ جملے میں سب سے اہم ہو، اکثر جب جملے کے شروع میں ہو یا کسی اسم کے فوراً بعد ہو، مرکزِ گفتگو ہو وغیرہ۔ یہاں بات ہو رہی ہے کون کی۔ جب کون فقرے میں فاعل ہو اور کام کرنے والا یعنی فاعل ایک ہو تو کون ہی استعمال ہوگا جیسے کون ہے جو یہ کام کرے گا؟ وہ کون ہے جو یہ بات کہتا ہے؟ لیکن جن جملے میں نے استعمال ہو تو کون کی بجائے کس نے استعمال ہوگا۔ جیسے کس نے یہ بات کی ہے؟ کس نے یہ کام کیا ہے؟

حالت فاعلی (Subjective Case)، جمع (Plural): کون اور جب نے کے ساتھ ہو تو کنہوں نے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں بھی کون فاعل ہے یعنی کام کر رہا ہے مگر فرق یہ ہے کہ کام کرنے والے ایک سے زائد ہیں۔ یعنی جمع ہیں۔ تو بغیر نے کے تو اس صورت میں بھی کون ہی استعمال ہوگا جیسے کون سے ممالک میں سردی زیادہ پڑتی ہے؟ لیکن جب جملے میں نے ہو تو پھر کنہوں نے استعمال ہوگا جیسے کنہوں نے کہا تھا وہ اس بات کو نہیں مانتے؟ کنہوں نے امتحانات نہیں دیے؟ وقت کے ساتھ اردو زبان میں تبدیلیاں بھی آئیں ہیں تو موجودہ دور میں کنہوں کی بجائے کن لوگوں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ اردو میں ایک عام اصول یہ ہے کہ عزت کے لئے بھی جمع کا صیغہ (Expression) استعمال ہوتا ہے۔

حالت مفعولی (Objective Case)، واحد (Singular): کسے یا کس کو

جب استفہامیہ ضمیر کون مفعولی حالت میں ہو یعنی اس پر کام ہو رہا ہو تو واحد یعنی ایک شخص یا چیز ہونے کی صورت میں کسے یا کس کو استعمال ہوگا۔ جیسے آپ نے وہ کتاب کسے دی تھی؟ آپ نے میرا پیغام کس کو دیا تھا؟

حالت مفعولی (Objective Case)، جمع (Plural): کن کو یا کنہیں

اسی طرح اگر کون مفعولی حالت میں ہو اور لوگ یا چیزیں ایک سے زائد ہوں یعنی جمع ہوں تو کن کو یا کنہیں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے وہ کتابیں کن کو دی تھیں؟ آپ نے میرا پیغام کنہیں دیا تھا؟ یا جدید اردو میں، آپ نے میرا پیغام کس کس کو دیا تھا؟ یعنی کس لفظ کی تکرار سے یہاں جمع کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

حالت اضافی (PossessiveCase) واحد (Singular): کس کا

اگر استفہامیہ ضمیر کون اضافی حالت میں ہو یعنی وہ کسی کی ملکیت ظاہر کر رہی ہو اور جس کی ملکیت ظاہر کر رہی ہو وہ ایک ہو یعنی واحد تو کس کا استعمال ہوگا۔ یہ تھیلا کس کا ہے؟ یہ قول کس کا ہے؟ ان جملوں کو اس طرح بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کس کا تھیلا ہے؟ یہ کس کا قول ہے؟

حالت اضافی (Possessive Case) جمع (Singular): کن کا جمع کی صورت میں کن کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ سامان کن کا ہے؟ یہ کتابیں کن کی ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ جب خدا کا نور چمک اٹھتا ہے تو پتہ نہیں لگتا کہ نار اور ظلمت کا مادہ کہاں گیا۔ جو لوگ معصیت، ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں وہ کبھی امید نہیں رکھتے ہوں گے کہ یہ عادت ان سے دور ہوگی لیکن اگر انسان میں حیا ہو اور تقویٰ اور مآل بینی سے کام لے تو کچھ مشکل نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرے۔ آپ کو معلوم نہیں میرا کیا حال ہے، اور میں آپ کے حالات سے واقف نہیں۔ میرا یا آپ کا کوئی حق نہیں ہوسکتا کہ ایک دوسرے کی نسبت کوئی رائے قائم کریں۔ خدا تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل: 37) ہمارا یہ مقدمہ ہی دیکھ لو ڈیڑھ برس سے چلتا ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے فیصلہ کی راہ نکال دی ہے۔ پھر دین کے معاملہ میں بھی جو اخفیٰ ہے آخر ایک راہ نکل آتی ہے۔ غرض میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کے دلائل اور ثبوت وہی ہیں جو انبیاء علیہالسلام کے لئے ہیں۔ یہ سلسلہ جو خدا نے قائم کیا ہے یہ منہاج نبوۃ ہی پر واقع ہوا ہے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ اس کو اور معیار کے ساتھ جانچنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو اسی معیار پر کسو جس پر انبیاء علیہالسلام کو پرکھا ہے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معیار پر یہ پورا اترے گا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 196 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

نار اور ظلمت: آگ اور تاریکی، انسان ہدایت پانے کے بعد عقل سے کام لیتا ہے اور جذبات، بری عادات اور گناہوں سے نکلتا ہے۔

معصیت: گناہ

ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلس: ایسی مجلس جس میں صرف غیر سنجیدہ باتیں ہوں۔ دنیاداری اور دنیاپرستی ہو۔

حیاء: اپنی غلطی پہ نادم ہونا۔

تقویٰ: خدا تعالیٰ کا خوف، دیانت داری، سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنا۔

مآل بینی: اپنے کاموں کے نتائج پہ نظر رکھنا۔

دستگیری: مدد

اخفیٰ: مخفی ہونا، چھپا ہوا ہونا، خفیہ ہونا۔

منہاج نبوۃ: نبوت کا طریق

معیار پہ کسو: یعنی اس سٹینڈرڈ پہ پیمائش کرو جو نبوت کا ہے۔

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 10/ دسمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کن کتبِ تاریخ سے حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے قبولِ اسلام کا تذکرہ فرمایا؟

جواب: اسد الغابہ اور ریاض النّضرۃ

سوال: کس نے پیشگوئی کی کہ مَیں صحیح اور سچے علم میں پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے، ایک جوان اور ایک بڑی عمر والا شخص اُن کے کام میں اُن کی مدد کریں گے، جہاں تک نوجوان کا تعلق ہے تو وہ مشکلات میں کُود جانے والا اور پریشانیوں کو روکنے والا ہو گا اور بڑی عمر والا سفید اور پتلے جسم والا ہو گا، اُس کے پیٹ پر تِل ہو گا اور اُس کی بائیں رَان پر ایک علامت ہو گی؟

جواب: یمن میں مقیم قبیلہ اَزْدْ کے بُوڑھے عالم شخص نے جو کُتُبِ سماویّہ پڑھا ہوُا تھا اور اُسے لوگوں کے حسب ونسب کے علم میں مہارت حاصل تھی۔

سوال: بُوڑھے عالم نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا! تمہارے لیئے ضروری نہیں ہے کہ تم مجھے وہ دکھاؤ جو مَیں نے تم سے مطالبہ کیا ہے، تم میں موجود باقی تمام صفات میرے لیئے پوری ہو چکی ہیں سوائے اِس کے جو مجھ پر مخفی ہے۔ اِس کی بابت آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پس مَیں نے اُس کے لیئے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اُس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تِل دیکھا تو کہنے لگا کعبہ کے ربّ کی قسم! وہ تم ہی ہو۔

سوال: حضرت ابو بکرؓ جب یمن سے اپنا کام پورا کر کے واپس لَوٹے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے، کون سے سرداران بسلسلہ اِس معاملہ آپؓ کے پاس آ گئے نیز اُنہوں نے آپؓ سے کیا کہا؟

جواب: عُقبہ بن ابی مُعیط، شیبہ، ابوجہل، ابو بختری اور قریش کے دیگر سردار؛ ابو بکر! بہت بڑا واقعہ ہو گیا ہے، ابو طالب کا یتیم دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اُس کے متعلق کچھ انتظار نہ کرتے، اب جبکہ آپ آ چکے ہیں تو اب اِس معاملہ کے لیئے آپ ہی ہمارا مقصود ہیں۔

سوال: حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا! اَے محمدؐ، آپؐ اپنے خاندانی گھر سے اُٹھ گئے ہیں اور آپؐ نے اپنے باپ دادا کا دِین چھوڑ دیا ہے! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اَے ابو بکرؓ! مَیں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھی اور تمام لوگوں کی طرف بھی، پس تم اللہ پر ایمان لے آؤ۔ آنحضرتؐ نے اِس پر کیا دلیل پیش فرمائی؟

جواب: وہ بُوڑھا شخص جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی۔

سوال: مذکورہ بالا تناظر میں حضرت ابو بکرؓ نے کہا! یمن میں تو بہت سے بُوڑھے شخص تھے جن سے مَیں نے ملاقات کی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا! وہ بوڑھا شخص جس نے تمہیں اشعار سنائے تھے۔ اِس پر آپؓ نے کیا عرض کیا نیز آنحضرتؐ نے اِس کی بابت کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اَے میرے حبیب، آپؐ سے کس نے یہ خبر بیان کی؟؛ آنحضرتؐ نے فرمایا! اُس عظیم فرشتہ نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس بھی آتا تھا۔

سوال: حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا آپؐ اپنا ہاتھ بڑھائیں، مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ مزید اِس ضمن میں آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پھر مَیں لَوٹا اور میرے اسلام لانے کی وجہ سے مکّہ کے دو پہاڑوں کے درمیان رسول اللہؐ سے زیادہ خوش کوئی اَور نہ ہوُا۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے قبولِ اسلام کے تناظر میں آنحضرتؐ کے کن فرمودات کا تذکرہ فرمایا؟

جواب: رسول اللہؐ نے فرمایا! مَیں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اُس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابو بکرؓ کے، مَیں نے جب اُن سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اِس سے پیچھے ہٹے اور نہ اُنہوں نے اِس کے بارہ میں تردّد کیا۔؛ نبیؐ نے فرمایا! اَے لوگو اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا! تُو جھوٹا ہے اور ابو بکرؓ نے کہا! سچا ہے اور اُنہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

سوال: حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں، صرف یہ دلیل تھی جس کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ نے رسولِ کریمؐ کو مانا اور اِسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے چنانچہ فرماتا ہے لوگوں کو کہہ دو! فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) مَیں ایک عرصہ تم میں رہا اِس کو دیکھو، اِس میں مَیں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی پھر مَیں اب خدا سے کیوں غداری کرنے لگا۔ مزید اِس ضمن میں آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: یہی وہ دلیل تھی جو حضرت ابو بکرؓ نے لی اور کہہ دیا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے اور مَیں مانتا ہوں، اِس کے بعد نہ کبھی اِس کے دل میں کوئی شُبہ پیدا ہوُا اَور نہ اُن کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی۔ اُن پر بڑے بڑے ابتلاء آئے، اُنہیں جائیدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر رسولِ کریمؐ کی صداقت میں کبھی شُبہ نہ ہوُا۔

سوال: کن کا فرمان ہے کہ آنحضرتؐ پر آپؓ کو کس قدر حُسنِ ظنّ تھا، معجزہ کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور حقیقت بھی یہی ہے معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریّت ہو اَور مزید تسلّی کی ضرورت ہو لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیّت ہو تو اُسے معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے، الغرض حضرت ابو بکرؓ راستہ میں ہی آنحضرتؐ کا دعویٰ نبوّت سن کر ایمان لے آئے پھر جب مکّہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپؐ نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں! یہ درست ہے۔ اِس پر حضرت ابو بکرؓ نے کہا! آپؐ گواہ رہیں کہ مَیں آپؐ کا پہلا مصدّق ہوں، آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے اپنے افعال سے اُسے ثابت کر دکھایا اور مَرتے دَم تک اِسے نبھایا اور بعد مَرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا؟

جواب: سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: حضرت ابو بکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر کیا لکھتا ہے نیز سرولیم میور کو بھی سپرنگر کی اِس رائے سے اتفاق ہے؟

جواب: ابو بکرؓ کا آغازِ اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے بلکہ صدقِ دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔

سوال: کون مسلّمہ طور پر مقدّم اور سابق بالایمان تھے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدّیقؓ

سوال: عشرۂ مبشرہ میں سے کون سے پانچ جلیل القدر اور چوٹی کے اصحابؓ حضرت ابو بکر صدّیقؓ کی تبلیغ سے اسلام لانے والوں میں شامل تھے؟

جواب: حضرت عثمانؓ بن عفّان، حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زُبیرؓ بن العوّام اور حضرت طلحہؓ بن عُبید اللہ

سوال: آنحضرتؐ نے حضرت زُبیرؓ کو غزوۂ خندق کے موقع پر ایک خاص خدمت سرانجام دینے کی وجہ سے کون سا خطاب عطاء فرمایا تھا؟

جواب: حواری

سوال: حضرت ابو بکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے جب اپنے اسلام کا اظہار کیا تو نوفل بن عدَویّہ نے اِن دونوں کو پکڑ لیا، یہ شخص قریش کا شیر کہلاتا تھا، اُس نے اِن دونوں کو ایک ہی رسّی سے باندھ دیا۔ اِسی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت طلحہؓ کیا کہلاتے ہیں؟

جواب: قَرِیۡنَیۡن یعنی دو ساتھی ملے ہوئے۔

سوال: نوفل بن عدَوِیّہ کی قوّت اور اِس کے ظلم کی وجہ سے آنحضرتؐ کیا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: اَللّٰھُمَّ اکۡفِنَا شَرَّ ابۡنِ الۡعَدَوِیَّۃِ؛ اَے اللہ! ابنِ عدَوِیَّہ کے شر کے مقابلہ میں ہمارے لیئے تُو کافی ہو جا۔

سوال: عُروہؓ بن زُبیرؓ نے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت عبد اللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے پوچھا وہ بدترین سلوک مجھے بتائیں جو مشرکین نے نبی کریمؐ سے کیا تھا، اِس پر اُنہوں نے کیا بیان کیا؟

جواب: ایک بار نبی کریمؐ مسجد حرام کے حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عُقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے اپنا کپڑا آپؐ کی گردن میں ڈال کر آپؐ کا گلا زور سے گھونٹا اتنے میں حضرت ابو بکرؓ پہنچ گئے اور آ کر اُنہوں نے عُقبہ کا کندھا پکڑا اور اُس دھکیل کر نبی کریمؐ سے ہٹا دیا اور کہا!

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (المؤمن:29)

کہ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔

سوال: لوگوں کے مسجد حرام میں آنحضرتؐ کے گرد اکٹھے ہونے، آپؐ کو مارنے، حضرت ابو بکرؓ کے آپؐ کو بچانے اور اُن کے آپؓ پر لپکنے نیز مارنے کے ضمن میں کیا بیان ہوُا؟

جواب: حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؓ ہمارے پاس اِس حالت میں آئے کہ آپؓ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپؓ کے ہاتھ میں آ جاتے اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ تَبَارَکۡتَ یَا ذَا الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ کہ اَے بزرگی اور عزت والے تو بابرکت ہے۔

سوال: حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا! اَے لوگو! لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اَے امیر المؤمنین آپؓ! اِس پر حضرت علیؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: جہاں تک میری بات ہے، میرے ساتھ جس نے مبارزت کی، مَیں نے اُس سے انصاف کیا یعنی اُسے مار گرایا مگر سب سے بہادر حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ ہم نے رسول اللہؐ کے لیئے بدر کے دن خیمہ لگایا پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہؐ کے ساتھ رہے تا آپؐ تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! آپؐ کے قریب کوئی نہ گیا مگر حضرت ابو بکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہؐ کے پاس کھڑے ہو گئے یعنی رسول اللہؐ کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابو بکرؓ سے مقابلہ کرے گا، پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔

سوال: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں اللہ کی قسم

بقیہ صفحہ 12 پر

ابن ایف آر بسل

امت واحدہ کا قیام

امت واحدہ بنانے کے لئے خلافت احمدیہ کو قائم کر دیا گیا ہے

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخۡتَلَفُوۡا

(یونس:20)

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تا انسانوں کو عدم سے وجود کی طرف اور وحدت سے کثرت کی طرف لے آئے جوں جوں انسانیت دنیا میں پھیلتی گئی امت واحدہ تقسیم ہوتی چلی گئی مختص الزمان اور مختص المقام نبیوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا حتّٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپ کے زمانے کو قیامت تک ممتد کیا اور آپ کے ذریعے تمام بنی نوع انسان کو امۃ واحدہ بنانے کا منصوبہ بنایا۔

ختم ہوئے جب کل نبیوں کے دور نبوت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے

قرآن کی سورۃ جمعہ میں فرمایا ’’وہ خدا وہ کریم و رحیم ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک کامل رسول بھیجا ہے کہ باوجود امی ہونے کے خدا کی آیات ان پر پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کے گروہ میں سے اور ملکوں کے لوگ بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتداء سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں یعنی جب وہ وقت آپہنچے گا کہ جو خدا نے اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ دین اسلام میں داخل ہوں گے۔‘‘

(تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 127-128)

نزول قرآن کے زمانہ میں انسان کے علم میں صرف آدھی دنیا تھی اور آدھی دنیا امریکہ وغیرہ بعد میں دریافت ہوئی

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک اور آپ کے خلفائے راشدین کے ذریعے اسلام معلوم دنیا تک پہنچ گیا اور مختلف مذاہب اور بد مذاہب اور خدا کے منکر لوگ معلوم دنیا میں امت واحدہ بننے شروع ہو گئے اور خلافت راشدہ میں دنیا نے معلوم دنیا میں امت واحدہ کا نظارہ دیکھا

حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے ’’صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کامیابی کے ساتھ تخت خلافت کو مقررہ وقت تک زیب دے کر اپنی اپنی خدمات بجا لا کر بڑی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کے رضوان لے کر چل بسے اور جنات وعیون جو آخرت میں ان کے واسطے مقرر تھے اور وعدے تھے وہ ان کو عطا ہوئے‘‘

(تفسیر جلد 8 صفحہ 512)

اسلام کے تین زمانے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے کہ ’’اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں‘‘

ایک قرون ثلاثہ صحابہ کا زمانہ جس کا امتداد اس حد تک متصور ہے جس میں آخر کوئی صحابی فوت ہوا اور امتداد اس زمانہ کا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا زمانہ وسط ہے جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں... واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت سی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے۔

تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جس میں ساری بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنایا جا رہا ہے حضرت مسیح موعود نے جب بیعت لینے کا اعلان شائع کیا تو آپ نے امت واحدہ کا بڑا حسین نقشہ پیش کیا اور فرمایا:

’’یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہو گا وہ اپنی سچائی کی مختلف المخرج شعاؤں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کرے گا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے‘‘

(اشتہار گزارش ضروری مورخہ 4 مارچ 1889ء مشمولہ ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 847 بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم جدید صفحہ 169)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس منصوبہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

’’۔۔انسان کو امت واحدہ بنانے کا کام مہدی اور مسیح کے سپرد تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پہلی تین صدیوں میں گو اسلام کو بہت ترقی حاصل ہوئی لیکن اس وقت امت واحدہ بنانے کا وعدہ ہی نہیں تھا۔۔۔اس وقت یہ کام ویسے بھی ناممکن تھا کیونکہ ذرائع آمد و رفت کے نہ ہونے کی وجہ سے مثلاً افریقہ سے تاشقند یا ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب جماعت احمدیہ میں خلافت احمدیہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے بغیر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا نہیں ہوسکتا کہ نوع انسانی کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے گا اور یہ گروہ اتنا ہی بڑا ہے جتنا پہلا گروہ تھا شاید کچھ کم ہو گا منعم علیہ کے پہلے گروہ سے۔لیکن وہ ایک سلسلہ میں پروئے ہوئے نہیں تھے وہ موتی ایک لڑی میں منسلک نہیں تھے لیکن اب ایک مرکزی نقطہ ہے گو اس وقت لاکھوں کی تعداد میں خدا تعالیٰ کے مقربین اولیا اللہ اور ابرار و اخیار تھے لیکن خلافت راشدہ جو تھوڑے عرصہ تک رہی اس کے بعد وہ کون سا مرکزی نقطہ تھا جس کے گرد وہ مضبوطی سے جمع ہو جاتے جہاں سے ان کو رہنمائی ملتی یا جہاں سے ان کو دعائیں ملتیں یا جہاں سے ان کو وہ منصوبے ملتے جس کے نتیجہ میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی کوشش کی جاتی۔۔۔۔۔۔۔

رسالہ الوصیت کی رو سے دوسرا نظام ایک روحانی نظام اور نہایت ہی عظیم نظام ہے اور وہ ہے

نظام خلافت

’’اور یہی جماعت احمدیہ کا مرکزی نقطہ ہے۔۔۔۔بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کے لئے ایک مرکزی نقطہ یعنی خلافت احمدیہ کو قائم کر دیا گیا ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کی جنتوں میں بطور لیڈر داخل ہونے کے لئے یعنی ساری دنیا آپ کے پیچھے چل کر خدا کی جنتوں میں داخل ہونے والی ہو، آپ خلافت احمدیہ کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں یہ مرکزی نقطہ یعنی خلافت احمدیہ کوئی معمولی چیز نہیں‘‘

(سبیل الرشاد جلد دوئم صفحہ 338 تا 353)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قرب وفات کا ذکر کر کے نظام خلافت اور امت واحدہ کو جوڑ کر اس طرح بیان فرمایا:

’’اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ 6-7)

قدرت ثانیہ (خلافت احمدیہ کا دائمی نظام)

فرمایا ’’میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا‘‘

(الوصیت صفحہ 5)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ،کَاشِفَ الْغَمِّ،مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

(مستدرک حاکم مطبوعہ بیروت جلد1،صفحہ:515)

ترجمہ:اے اللہ!مشکل کشا اور غم دور کرنے والے!لاچاروں کی دعا سننے والے!دنیا اور آخرت میں بن مانگے عطا کرنے والے!اور محنتوں کا صلہ دینے والے!تو ہی ہے جو مجھ پر رحم کرے۔پس اپنی ایسی رحمت خاص سے مجھ کو حصہ دے جو تیرے سوا مجھے ہر قسم کی رحمت سے مستغنی کر دے۔

یہ سید و مولیٰ،خیر الوریٰ،خاتم الانبیاء،پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی قرض و مشکلات سے نجات کی دعا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کیا تم نے وہ دعا سنی جو مجھے رسولِ کریم ﷺ نے سکھائی ہے؟حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کون سی دعا ہے؟آپ نے فرمایا وہ دعا جو حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کو سکھاتے تھے۔ایسی دعا کہ اگر تم میں سے کسی کے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے تو وہ ضرور اس قرض کو دور کر دے گا۔دعا یہ ہے(مندرجہ بالا دعا)

مرسلہ:مریم رحمٰن

رپورٹ: رانا مبشر محمود۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ ناروے

تقریب عشائیہ مجلس انصار اللہ ناروے

مجلس انصار اللہ کے سالِ نو کے آغاز پر مورخہ 2 جنوری 2022ء کو مجلس انصار اللہ ناروے نے امسال نئے شامل ہونے والے انصار اور سابق صدر مجلس انصار اللہ ناروے و دیگر عہدہ داران کے اعزاز میں ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا۔

یہ تقریب نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد بیت النصر اوسلو کے مسرور ہال میں ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ رانا مبشر محمود صاحب نے سورۃ الاحقاف کی آیات 16 اور 17 کی تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو چالیس سال کی عمر میں پہنچنے کو ایک پختہ عمر قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نعماء کا شکر ادا کرنے اور اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے بعد محترم صدر مجلس انصار اللہ ناروے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے انہیں آیات کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں بیان کی۔ پھر تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے توجہ دلائی کہ عمر کے اس حصہ میں پہنچ کر انسان کی سوچوں، اور اخلاق میں پختگی کے ساتھ پاک روحانی تبدیلی بھی آنی چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ اگر انصار سال نو کے آغاز پر ایک ارادہ کے ساتھ اپنی اخلاقی حالت کو مزید بہتر بنانے کی شروعات کر دیں مثلاً اپنی کسی ایک کمزوری کو دور کرنے کا تہیہ کر کے اس پر کوشش کرنا شروع کر دیں اور اسی طرح ایک نئی نیکی جاری کرنے کا تہیہ بھی کر لیں تو کچھ ہی عرصہ میں آپکی شخصیت میں ایک انقلاب آ سکتا ہے مثلاً! اگر کوئی ناصر صرف یہ عہد کرے کہ میں اس سال اپنے غصہ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور ہر وقت اس پر کوشش کرتا رہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ ایک نیکی مثلاً باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے کا تہیہ کر لے تو بہت سی برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کمانے کو موجب ہوگا۔

اسکے بعد مجلس انصار اللہ کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے مجلس کے قیام کے اغراض و مقاصد میں سے ایک نہایت اہم مقصد سے متعلق بتایا کہ سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری انصار پر اپنی تربیت، اور تربیت اولاد ہے۔ پھر امسال نئے شامل ہونے والے 17 انصار کو خوش آمدید کہتے ہوئے محترم صدر مجلس نے ان کا تعارف کرایا۔ محترم صدر مجلس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظور کردہ مجلس عاملہ انصار اللہ ناروے کے اراکین کو کھڑا کر کے فرداً فرداً تمام عہدیداران کا تعارف بھی پیش کیا۔ اور محترم صدر صاحب انصار اللہ ناروے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے سابق صدر انصار اللہ محترم رانا نعیم احمد خان صاحب اور اُنکی عاملہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ان کو پھول بھی پیش کیے۔ آپ نے اپنی گذارشات کا اختتام حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر پر کیا۔

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے، ناکام نہ ہو

سابق صدر مجلس انصار اللہ ناروے محترم رانا نعیم احمد خان صاحب نے بھی تمام انصار، اور اپنی مجلس عاملہ اور زعماء کا شکریہ ادا کیا کہ تمام احباب نے انکے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور ہر موقع پر انصار نے تعاون کیا اور نیز محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے ظہور چوہدری صاحب اور مشنری انچارج ناروے چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے بھی ہر موقع پر رہنمائی فرمائی اور انکا تعاون بھی شامل حال رہا۔ انہوں نے نئے آنے والے صدر مجلس انصار اللہ ناروے محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب اور انکی مجلس عاملہ اور زعماء کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

پروگرام کے اختتام پر مشنری انچارج و نائب امیر محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے دعا کرائی۔ آخر میں کھانا پیش کیا گیا۔

رپورٹ: جاوید اقبال ناصر۔ مربی سلسلہ جرمنی

طلباء و اساتذہ کی بیت الحمد آمد

جرمنی کی جماعت Wittlich سے ایک رپورٹ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی گئی مساجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت تو کی ہی جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے میں بھی مساجد کا بڑا عمل دخل ہے۔ یورپین ممالک میں چونکہ زیادہ تر لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اس لیے ان میں سے بعض کی خواہش رہتی ہے کہ مساجد کا وزٹ کیا جاوے تاکہ اس ذریعہ سے دینِ سلام کا تعارف ہو، مسجد اور اسلامی عبادات کے بارے میں بھی آگاہی حاصل کی جائے۔ اِسی طرح جرمن کے سکولوں میں بھی مختلف مذاہب کا تعارف کروانے کے لیے بعض اساتذہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے، جو کہ طلباء کو مختلف مذاہب کا تعارف اپنی اپنی کلاسوں میں معین اوقات میں کرواتے ہیں۔ اگر میسر ہو سکے تو مساجد کا وزٹ بھی کرواتے ہیں، تاکہ طالب علمی کے دور سے ہی ایک طالب علم کے علم میں یہ بات لائی جاسکے کہ مسلمانوں کی مساجد ظاہر و باطن سے کیسی ہوتی ہیں؟ مساجد کا مسلمانوں کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہوتا ہے؟ ان کے عبادت کا کیا طریق ہے؟ کون سے اوقات ہیں عبادت بجالانے کے؟ کتنی بار ایک مسلمان کو مسجد میں عبادت کے لیے حاضر ہونا چاہیے؟ اسی طرح کی ملتی جلتی معلومات کے حصول کے لیے، طلباء کو مساجد کا وزٹ کروانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کے وزٹ کے حصول کے لیے Wittlich سے 35 کلومیٹر دور ایک شہر Daun سے ایک ٹیچر نے مورخہ 13 جنوری کو صدر صاحب جماعت Wittlich مکرم طاہر احمد ظفر صاحب سے رابطہ کیا۔ آپ نے خاکسار سے مشورہ کے بعد 18 جنوری کی تاریخ مقرر کی۔ مقررہ تاریخ سے ایک روز قبل چند خدام و انصار نے مل کر مسجد کی صفائی وستھرائی کی، ان کی مدد کرنے کے لیے اطفال کی شمولیت بھی رہی۔ ضیافت کی ٹیم نے اپنے حصہ کے کام کا بغور جائزہ لیا، چائے، پانی اور بسکٹ کو مہمان نوازی کے لیے جرمنی کی مشہور مارکیٹ Lidl سے خرید کر مہمان داری کے لیے میزوں پر سجایا گیا۔ ہماری جماعت کے ایک خادم عزیزم ذیشان احمد بٹ صاحب نے تو ہر کام میں اپنا حصہ ڈالا۔ مسجد کی صفائی سے لے کر مہمانوں کو خوش آمدید کہنے تک۔ sound system کی setting سے لے کر فوٹوگرافی تک۔

مورخہ 18 جنوری کو 9 بج کر 30 منٹ پر ایک بس کے ذریعہ نویں و دسویں کلاس کے طلباء اور اُن کے اساتذہ کی تشریف آوری مسجد کے مین گیٹ پر ہوئی۔ استقبال کرنے کے بعد مسجد کے اندر آنے کی دعوت دی گئی۔ مسجد کے دونوں ہالز جن میں نمازیں ہوتی ہیں دکھائے گئے۔ اذان سننے کی خواہش پر ایک ناصر نے اونچی اور پیاری آواز میں اذان دی، بعدہٗ جرمن میں ترجمہ کر کے اذان کا مطلب بتایا گیا۔ اسی طرح نمازوں کے اوقات و طریق کار سے روشناسی کروائی گئی۔ مسجد کے وزٹ کے بعد نچلے ہال میں جانے کی درخواست کی گئی، جہاں پر مہمانوں کے بیٹھنے، وڈیو دیکھنے، ریفریشمنٹ کرنے اور سوال و جواب کی محفل لگانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ عزیزم ذیشان احمد بٹ صاحب نے تلاوت اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے video project کی مدد سے جرمن زبان میں دو videos دکھائیں۔ ایک میں جماعت کا تعارف اور دوسری میں جرمن جماعت کی 2021 کی کارگذاری کی ایک جھلک نمایاں کی گئی تھی۔ videos دیکھنے کے بعد پسندیدگی کے آثار اُن کے چہروں سے نمایاں تھے۔ آخر میں سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ چند ایک طلباء نے سوالات کئے۔ نمایاں سوالات کچھ یوں تھے۔ کیا اسلام زبردستی مذہب میں داخل کرنے کی ترغیب دیتا ہے؟ سکارف پہننا ایک مسلمان عورت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟ کیا اسلام دہشت گردی کو ہوا دیتا ہے؟ برقعہ پہننا عورت کے لیے کیوں ضروری ہے؟ مسلمان بننے کا کیا طریق کار ہے؟ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب نے سوالات کے جرمن زبان میں جوابات دیے۔ جبکہ خاکسار کی معاونت بھی ان کو حاصل رہی۔ طلباء جماعتی لٹریچر کی 33 کاپیاں ساتھ لے کر گئے۔ 3 کاپیاں اسلامی اصول کی فلاسفی کی بھی انہوں نے حاصل کیں۔ اساتذہ کو خوبصورت پیکنگ میں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ 43 طلباء جماعتی information کے کارڈز اپنے ساتھ لے کر گئے، جن پر جماعت کے ساتھ رابطہ کرنے کے لیے Hotline کا نمبر درج ہے۔ اساتذہ اور طلباء نے شکریہ ادا کرتے ہوئے، دوبارہ آنے کے وعدے کے ساتھ اجازت طلب کی، مسجد کے دروازے پر گروپ فوٹو بنایا گیا۔ اس طرح یہ پروگرام 2 گھنٹے جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ 46 طلباء اور 2 اساتذہ کو شامل ہونے کی توفیق ملی اور یوں 48 مہمانوں تک جماعت کا پیغام پہنچانے کی توفیق خداتعالیٰ نے wittlich کی جماعت کو عطا فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید، پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 5فروری 2022ء بروز ہفتہ 11.15 بجے صبح دو نماز جنازہ حاضر اور کچھ نماز جنازہ غائب پڑھائے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

نماز جنازہ حاضر

1. مکرمہ ڈاکٹر قمر اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری اعجاز احمد وڑائچ صاحب (سربٹن۔ یوکے) 27 جنوری 2022 کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت چوہدری غلام حسین وڑائچ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (آف لویری والا) کی پوتی اور مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ (سابق صدر قضاء بورڈ ربوہ) کی بھابھی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دیندار، بہت ہمدرد، غُرباء کا خیال رکھنے والی اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی لیکن اپنے خاندان کے بچوں سے ہمیشہ بہت پیار کا سلوک رکھا۔ آپ نے بڑی سادہ اور درویشانہ زندگی گزاری۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک ہمشیرہ (مقیم امریکہ) شامل ہیں۔
2. مکرمہ سکینہ شاہین صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی مبارک احمد صاحب (سابق کارکن دفتر صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ حال یوکے) 29جنوری 2022 کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ اپنے شوہر کے ساتھ قریباً چھ ماہ قبل پاکستان سے یوکے آئی تھیں۔ آپ کے شوہر کو دفتر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں 50 سال تک سلسلہ کی خدمت کا موقع مِلا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، پرہیز گزار، ملنسار، غریب پرور اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی بہت نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1. کرم عبداللہ چوہدری صاحب (چٹا گانگ۔ بنگلہ دیش)

24 دسمبر 2021 کو 87سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ نے کئی سال جماعت چٹا گانگ میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک سادہ مزاج، مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے اور خلافت کے ساتھ والہانہ عشق رکھتے تھے۔ خلافت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

2. مکرم عبد اللطیف چوہدری صاحب ابن مکرم عبد الرحیم چوہدری صاحب (آٹواہ۔ کینیڈا)

12 جنوری 2022 کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم ایک اچھے Athlete تھے اور گورنمنٹ کالج لاہور کی Rowing ٹیم کے کپتان بھی رہے۔ آپ ایک Veteran بھی تھے اور دوسری جنگ عظیم میں انڈین ایئر فورس میں خدمات بجالاتے رہے۔ 1957ء میں کینیڈا ہجرت کی۔ اس لحاظ سے آپ کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرا علم رکھتے تھے اور گھر میں ایک بڑی لائبریری بھی بنا رکھی تھی۔ خلافت کے ساتھ پیار ومحبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ عہدیداران اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ کینیڈا میں مانٹریال اور آٹواہ میں صدر جماعت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں اور چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

3. مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد علی خان صاحب

14/اگست 2021 کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی، باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنے والی، مہمان نواز اور ایک بااخلاق نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعتی تحریکات کے علاوہ صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ماجد علی خان صاحب آجکل امیر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک پوتے مربی سلسلہ ہیں اور آجکل جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ کی طرف سے پسماندگان تعزیت قبول کریں)

اعلان نکاح

مکرم حافظ مرزا مرفود احمد کے بڑے بھائی اعلان کرواتے ہیں کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 04 دسمبر 2021ء بروز ہفتہ خاکسار کے بھائی مکرم حافظ مرزا مرفود احمد ابن مکرم مرزا نسیم احمد بیگ (مرحوم) نسوو الی سوہل ضلع گجرات کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ دوحہ ماجد بنت ماجد رشید صاحب (مرحوم) کے فرمایا۔ عزیزم حافظ مرزا مرفود احمد صاحب نے لاہور یونیورسٹی سے 2019ء میں سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے حکومت پاکستان کی طرف سے انہیں گولڈ میڈل دیا گیا۔ الحمدللہ علی ذلک۔

عزیزی حافظ صاحب موصوف، مکرم مرزا بشیر احمد گجراتی (درویش قادیان) کے پوتے اور حضرت مرزا بہادر بیگ رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔ جنہوں نے 1903ء کے سفر جہلم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس وقت ان کے سات بیٹے تھے جو بعد از بیعت یکے بعد دیگرے وفات پا گئے۔ اس وجہ سے مخالفین کی طرف سے بہت سے اعتراضات کا سامنا بھی رہا۔ حضرت مرزا بہادر بیگ صاحب رضی اللہ عنہ نے جب قادیان کا سفر اختیار کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں نرینہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست بھی کی۔ حضرت علیہ السلام نے بعد از دعا فرمایا کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد عطا فرمائے گا۔ جس کے بعد خدا کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں سے نوازا۔ چھوٹے بیٹے مکرم مرزا بشیر احمد گجراتی کو (درویش قادیان) ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔

جبکہ بچی کے والد مکرم ماجد رشید (مرحوم) مکرم خواجہ محمد رشید (مرحوم) ساکن پیپلز کالونی لطیف آباد نمبر 4 حیدرآباد سندھ کے بیٹے تھے۔ مکرم خواجہ محمد رشید نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر عین جوانی میں احمدیت قبول کی تھی اور تمام خاندانی مخالفتوں کے باوجود خدا کے فضل سے ثابت قدم رہے۔ الحمدللہ۔

قارئین الفضل سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ کی طرف سے مبارکباد قبول کریں۔)

ایڈیٹر کے نام خط

کووڈ کا ابتلاء جماعت احمدیہ کی سچائی کی دلیل

مکرمہ فوزیہ گل صاحبہ۔ انڈیا سے لکھتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کا خاص فضل ہے جس نے مجھے توفیق دی کہ میں اپنے خیالات کا اظہار جماعت کے مؤقر اخبار الفضل میں کرسکوں۔ جو روز ہی نئی چمک دمک کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور اپنی روشنی بکھیرتا رہتا ہے۔

میرے ان چند الفاظ کو لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ میں قارئین الفضل کو یہ بتا سکوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کی ہوئی، کوئی بھی دعا کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتی اور کس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ نومبر 2020ء میں خاکسار کو چوتھی مرتبہ بطور صدر لجنہ اماءاللہ جے پور (انڈیا) کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقع ملا۔کیونکہ یہ کووڈ 19 کا سال تھا اور اس سال انتخابات نہیں ہوئے بلکہ مرکز سے ہی تقرریاں کی گئیں تھیں۔ لہذا اچانک ملنے والی ذمہ داری اور (دنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے تو) کووڈ کی وجہ سے صحت کچھ بہتر نہ تھی۔ سخت بے چینی کا عالم تھا۔سبھی کی روٹین بگڑی ہوئی تھی۔ ہر طرف سے کووڈ کی خطرناک لہر کی خبریں دل کو دہلا رہی تھیں اور اس پر اس ذمہ داری کا بوجھ کاندھوں پر پڑ جانا۔کیونکہ خاکسار گزشتہ نو سال سے بطور صدر خدمت بجا لارہی تھی تو اس لحاظ سے یہ میری صدارت کا دسواں سال تھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کام کو کرنے کی پریشانی نہیں تھی لیکن جو سب سے بڑی دقّت تھی وہ یہ تھی کہ آمدورفت بالکل معطل تھی۔سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس طرح عاملہ میٹنگز منعقد کی جائیں؟ کس طرح سے اجلاس منعقد کیے جائیں؟ کس طرح سے لجنہ کا کام کیا جائے؟ کس طرح رپورٹ ارسال کی جائیں کیونکہ ڈاک وغیرہ کی سہولیات بھی اس وقت کووڈ کی وجہ سے بند تھی۔ یہ سب سے بڑی الجھن ذہن میں ہر وقت گردش کرتی رہتی تھی۔

ساتھ ہی ساتھ گھریلو ذمہ داریاں، پورے گھر کو روز سینیٹائز کرنا، گھر کی ہر چیز کو دھوپ لگانا، گھر میں موجود بزرگوں کی دواؤں کا خیال رکھنا،ماسک وغیرہ کا انتظام وغیرہ۔ اور حکومت کی طرف سے ملنے والی ہدایات کہ اسٹیم لیں، کاڑھا پیئں۔ نیز خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات کہ کس طرح ہومیوپیتھک دوائی روز استعمال کریں، کس طرح ویکس کا استعمال کریں، ادرک اور شہد استعمال کریں، صفائی کا خیال رکھیں۔کیونکہ ہم لوگ جوائنٹ فیملی میں ہیں تو یہ کام بھی سارا دن ختم نہیں ہوتے تھے۔لیکن دیکھنے کی بات یہ تھی کہ اس قدر سخت بے چینی کے عالم میں بھی کس طرح پیارے حضور انور کی وقتاً فوقتاً ملنے والی ہدایات اور خطابات ہمارے لئے رہنمائی بنتے رہے۔ بلکہ ہم سب کو ہماری بے چینیوں سے بھی آزاد کرتے چلے گئے۔ اور اس طرح جماعتی کاموں نے دیکھتے دیکھتے ترقی کا رنگ پکڑا کہ بارہا دل اپنے پیارے خداوند کریم کے آگے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ کس طرح اس نے الٰہی جماعت کو اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے سنبھالا، اور کس طرح ایک احمدی اپنے احمدی بھائی کے ساتھ محبت کے جذبات رکھتے ہوئے کووڈ کی وجہ سے جب سب ایک دوسرے کے روبرو ہوئے تو جذبہ خدمت دین جو احمدیت کی خاص پہچان ہے اس نے خوب جوش کا رنگ پکڑا اور اپنے دور دراز بیٹھے روحانی بھائی بہنوں سے ملنے والی رہنمائی نے وہ جلوے دکھائے جسے دیکھ کر عقل حیران ہوجاتی ہے کہ اس الٰہی جماعت میں نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا، نہ کوئی کالا ہے نہ گورا، نہ کوئی امیر ہے نہ غریب، بلکہ غور سے دیکھو تو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر بندہ سرشار ہے۔اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاہتا ہے۔

ایک سب سے اچھی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ سب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے لانے کی بھی خوب کوشش کرتے ہیں۔جماعت کی ترقی اپنے آپ میں احمدیت کی سچائی کی ایک دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر دکھایا ہے کہ اس جماعت کا ہر فرد اپنے آپ میں ایک خاموش مبلغ کا کام کر رہا ہے۔ الحمدللہ! یہ وہ جماعت ہے جس کی بشارت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص رہنمائی حاصل ہے اور جو ہمیں برائیوں سے روکتی اور اچھائیوں کی طرف کھینچتی ہے اور یہی وہ احساس ہے جو ہمیں احمدیت کی سچائی، خدا کے وجود اور تائید کا یقین دلاتا ہے۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

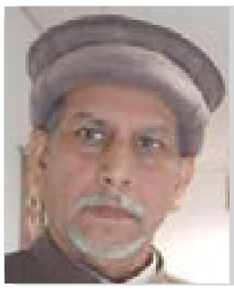

یوم والدین

مجلس خدام الاحمدیہ نوئے ویڈ کے تحت مورخہ 18دسمبر 2021ء کو جلسہ یوم والدین منعقد ہوا۔

اجلاس کے ایجنڈا میں تلاوت قرآن کریم، نظم، اردو تقریر کے علاوہ نظام وصیت کا تعارف و اہمیت اور ”واقفین نو“ کے جائزہ کی رپورٹ شامل تھی۔ مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت احمدیہ نوئے ویڈ نے اپنی بعض مصروفیات کے پیش نظر خاکسار کو اس اجلاس کی صدارت کرنے کا کہا۔حسب ہدایت خاکسار نے پروگرام معینہ وقت پر شام 5 بجے شروع کرایا۔

سب سے پہلے عزیزم سفیر احمد سوئل صاحب ناظم اطفال نے سورہ آل عمران کی آیات 36 تا 38 کی تلاوت کی اور ان آیات کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا۔ اردو ترجمہ عزیزم حبیب اکمل صاحب نائب ناظم مال نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم فیضان ثاقب صاحب سیکرٹری تجنید مجلس اطفال الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم اردو کلام از درثمین نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اردو تقریر خاکسار (ریاض محمود باجوہ) کی تھی۔”یوم والدین“ کے حوالے سے قرآنی احکامات، اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان امت کے واقعات پیش کرنے کی توفیق ملی۔

اس کے علاوہ خاکسار نے نظام وصیت کی اہمیت اور برکات کا ذکر کر کے احباب جماعت کو اس مبارک نظام میں شامل ہونے کی تحریک کی جو اُزۡلِفَتِ الۡجَنَّۃُ کا مصداق ہے۔

خاکسار کی تقریر کے بعد قائد مجلس خدام الاحمدیہ نوئے ویڈ مکرم ارداش اویس خالد صاحب نے واقفین نو کے سالانہ جائزہ کی رپورٹ پیش کی۔ جائزہ نصاب واقفین نو کا جو رزلٹ مرکز جرمنی سے موصول ہوا تھا، اس کے مطابق عزیزم فیضان ثاقب صاحب ابن مکرم مصباح الرحمان ثاقب صاحب کی پہلی پوزیشن تھی، اور دوسری پوزیشن عزیزم عدنان ساجد صاحب ابن مکرم فرحان احمد ساجد صاحب کی تھی۔

اجلاس ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ خاکسار نے آخر میں دعا کرائی۔

اس طرح یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس ویبکس کے ذریعہ آن لائن ہوا۔ مجموعی حاضری 110 تھی۔

بقیہ: خطبہ جمعہ حضور انور ایدّہ اللہ ...... از صفحہ 7

بقیہ: خطبہ جمعہ حضور انور ایدّہ اللہ ...... از صفحہ 7

دیتا ہوں کیا آلِ فرعون کا مؤمن بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ! حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس حوالہ سے کیا تصریح فرمائی؟

جواب: غالبًا حضرت علیؓ نے آلِ فرعون کے مؤمن کا ذکر اِس لیئے کیا کہ قرآنِ کریم میں یہ آیت آلِ فرعون کے اِس شخص کی طرف منسوب ہے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور فرعون کے دربار میں کہہ رہا تھا کہ

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (المؤمن:29)

سوال: کنہوں نے فرمایا! اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مؤمن کی زمین بھر کی نیکیوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ شخص اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ شخص اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا؟

جواب: حضرت علیؓ

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اُن کے پاس چالیس ہزار دِرہم تھے، آپؓ نے اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا نیز کن سات کو آزاد کروایا جن کو اللہ کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی؟

جواب: حضرت بلالؓ، عامرؓ بن فُہیرہ، زِنّیرہؓ، نَہدِیہؓ اور اُن کی بیٹی، بنی مُؤمّل کی ایک لونڈی اور اُمّ عُبَیسؓ۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ادارہ الفضل نے اپنے قارئین کو اسلامی اصطلاحات کے درست استعمال پر ایک خصوصی شمارہ بھی جاری کیا تھا اور گاہے بگاہے مختلف حوالوں سے توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ ابھی بھی بعض قارئین الحمد للہ درست نہیں لکھتے اور الحمد کے بعد الف ڈال دیتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم کی پہلی آیت کو دیکھیں جس میں الف نہیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(ایڈیٹر)

فقہی کارنر

قل خوانی

سوال:۔میت کے قل جو تیسرے دن پڑھے جاتے ہیں ان کا ثواب اسے پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب: قل خوانی کی کوئی اصل .... شریعت میں نہیں ہے۔صدقہ دینا اور استغفار میت کو پہنچتے ہیں۔ہاں یہ ضرور ہے کہ ملانوں کو اس سے ثواب پہنچ جاتا ہے۔سو اگر اسے ہی مردہ تصور کرلیا جاوے (اور واقعی ملاں لوگ روحانیت سے مردہ ہی ہوتے ہیں) تو ہم مان لیں گے۔

ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتوں پر امید کیسے باندھ لیتے ہیں! دین تو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس میں ان باتوں کا نام تک نہیں، صحابہ کرامؓ بھی فوت ہوئے کیا کسی کے قل پڑھے گئے؟ صدہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔

(البدر 16 مارچ 1904ء 5-6)

(داؤد احمد عابد۔مربی سلسلہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

17فروری2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	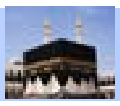	05:33	18:19
مدینہ منورہ	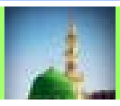	05:36	18:17
قادیان	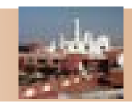	05:47	18:16
ربوہ	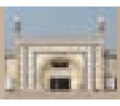	05:27	17:56
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:43	17:22